(بقیہ اشارات) کیا جاسکتا۔

پھر اسلام کے ان عقیدت مند حکمرانوں کی دینِ حق سے انحراف کی دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کو اس نہج پر ڈھالنے کے لیے آمادہ نہیں پاتے، جس کا اسلام تقاضا کرتا ہے۔ اس بنا پر اُن کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اسلام کے ساتھ ان کی محبت صرف تقریروں اور بیانات تک محدود رہے اور انہیں اس محبت کے نتیجے میں عملاً کچھ نہ کرنا پڑے۔ دینِ حق کے بارے میں یہ طرزِ عمل کسی صحت مند طرزِ فکر کی نشاندہی نہیں کرتا۔

اسلام کے معاملے میں پیپلز پارٹی کا سب سے نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ دین سے جو بیزاری پہلے محتاط جملوں کی صورت میں سامنے آتی تھی اب وہ اس کی کاوشوں سے نعروں کی صورت میں ڈھل کر اور منشور کے اندر تحلیل ہو کر عوام کے سامنے آنے لگی ہے۔ "اسلام ہمارا دین ہے، سوشلزم ہماری معیشت ہے اور جمہوریت ہماری سیاست ہے" کا نعرہ اپنے معانی اور مضمرات کے اعتبار سے بجز اس کے اور کیا ہے کہ ایک پارٹی اللہ کے دین کی وسعت اور جامعیت کا انکار کرتے ہوئے یہ بات برملا کہتی ہے کہ خدا کا لایا ہوا دین معیشت اور سیاست کے معاملے میں ہمیں کوئی رہنمائی نہیں دے سکتا۔ حیاتِ انسانی کے ان دائروں میں سوشلزم اور مغربی جمہوریت ہی ہماری دستگیری کر سکتے ہیں۔ اس پارٹی کے بعض دانشور اپنے اس کارنامے پر بڑا اتراتے ہیں کہ انھوں نے اس حقیقت کا اعتراف کر کے اسلام کے معاملے میں اس منافقانہ روش کو ختم کیا ہے جو ان کے پیشرو عرصہ دراز سے اختیار کیے ہوئے تھے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ حضرات جس منافقت کا شکار ہیں وہ پہلی قسم کی منافقت سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اِس میں قول و فعل کے تضاد کے علاوہ ایک خوفناک قسم کا فکری انتشار بھی پایا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے اور سوشلزم ہماری معیشت ہے تو وہ درحقیقت اسلام اور کفر کو یکجا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ باقی رہی یہ تاویل کہ وہ جس سوشلزم کے پرچارک ہیں وہ اسلام کے تابع ہے تو یہ اسی قسم کی سخن طرازی ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ وہ جس بُت پرستی کا علمبردار ہے وہ اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے والی ہے۔ سوشلزم کے یہ پُرجوش مبلغ ہر وقت اپنے ناقدین پر برستے رہتے ہیں اور جو دعوے کی حد تک نفاق سے نفرت کا اظہار کرتے رہتے ہیں وہ خود نفاق کے مرض میں گرفتار ہیں۔ کیا یہ دورنگی اور منافقت نہیں کہ ایک انسان سوشلزم اور اس کے نظریات اور معتقدات کا پرستار ہو اور اس بنا پر وہ ان تمام افراد، قوموں اور اداروں کو مٹانے کے درپے ہو جو سوشلزم کی راہ کا سنگ گراں ثابت ہو سکتے ہوں

لیکن عوام کے احساسات کے پیش نظر وہ سوشلزم کا نعرہ بلند کرتے ہوئے یہ کہے کہ میرے نزدیک اس کا مطلب عدل وانصاف کے وہ تصورات ہیں جن کی اسلام نے نشاندہی کی ہے ۔ یہ اسلام کے بارے میں منافقت نہیں تو اور کیا ہے ۔ ان حضرات کے بارے میں یہ سوئے ظن نہیں ہو سکتا کہ وہ اِس اصطلاح کے معانی و مطالب سے عدم واقفیت کی بنا پر ایسی بے تکی باتیں کر رہے ہیں ۔ اشتراکیت عدل وانصاف اور احسان کا نام نہیں بلکہ انسانوں پر اجتماعیت کی جھوٹی خدائی قائم کرنے کا نام ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے ، انسان بحیثیت فرد کسی مرتبہ و مقام کا حامل نہیں اور نہ اس اعتبار سے اس کے کوئی مستقل اور پائیدار حقوق ہیں — اس کی زندگی کا مقصد صرف یہ ہے کہ کسی معاشرے کی ہیئت حاکمہ اس سے جو کام لینا چاہے وہ بلا چون وچرا کرتا چلا جائے اور اسے جس حال میں رکھنا گوارا کرے وہ اسی حال پر قانع رہ کر زندگی کی سرحد کو عبور کر جائے ۔ الغرض وہ ہیئت حاکمہ کے لیے جیے اور اسی کی خدمت اور چاکری میں مرے ۔ نمرود کی خدائی کی اس سے زیادہ بھیانک صورت کیا ہو سکتی ہے کہ کوئی مظلوم فرد یا طبقہ نہ تو ظلم کو ظلم کہہ سکے اور نہ ظلم کے خلاف کوئی آواز اٹھا سکے اور اگر کبھی وہ اس غلطی کا ارتکاب کر بیٹھے تو اسے معاشرے اور اجتماعی مفادات کا باغی گردان کر ٹھکانے لگا دیا جائے ۔ اشتراکیت انسانی فلاح و بہبود کی کوئی تحریک نہیں بلکہ انسانیت کے خلاف ایک خدا بیزار سازش ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ کسی دینی معاشرے میں جو مقام خدا کو حاصل ہوتا ہے اس مقام پر ملک کی ہیئت حاکمہ کو فائز کر دیا جائے اور انسان اس کے ساتھ اسی نوعیت کا رشتہ عبودیت استوار کریں جس طرح کہ خدا پرست اپنے خالق اور مالک کے ساتھ استوار کرتے ہیں ۔